# تنبیہات

## اہم موضوعات اور من گھڑت روایات کی تحقیق

مفتی عبد الباقی اخونزادہ

www.youtube.com/c/MuftiOnlineByMuftiAbdulbaqi
www.t.me/muftionlinebymuftiabdulbaqi

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# تنبیہات

## اہم موضوعات اور من گھڑت روایات کی تحقیق

### نیا سال، محرم الحرام اور اس سے متعلق تنبیہات

مفتی عبد الباقی اخونزادہ صاحب حفظہ اللہ

# فہرست


تعارف ........ 3

پیش لفظ ........ 4

تنبیہات سلسلہ نمبر 67 ........ 5

سال کے ابتداء کی ایک دعا ........ 5

تنبیہات سلسلہ نمبر 68 ........ 9

عاشوراء کی فضیلت ........ 9

ضمیمہ تنبیہات سلسلہ نمبر 68 ........ 18

تنبیہات سلسلہ نمبر 46 ........ 19

مولا علی ........ 19

تنبیہات سلسلہ نمبر 76 ........ 27

حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھنا ........ 27

تنبیہات سلسلہ نمبر 93 ........ 30

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے چہرے پر کافر کا تھوکنا ........ 30

تنبیہات سلسلہ نمبر 108 ........ 35

حضرت علی اور حضرت زبیر ........ 35

تنبیہات سلسلہ نمبر 109 ........ 39

اہل بیت کی محبت پر شہادت کی موت ........ 39

تنبیہات سلسلہ نمبر 121 ........ 43

اہل بیت کی خبرگیری کا اجر ........ 43

# تعارف

مفتی عبدالباقی اخونزادہ صاحب نے ۱۹۹۴ میں جامعہ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاون۔کراچی سے درسِ نظامی کی تعلیم مکمل کی۔ جس کے بعد ۱۹۹۴۔۱۹۹۵ میں اس ہی ادارے سے تخصص فی الفقہ کیا۔بعد ازاں ۲۰۰۱۔۲۰۰۴ تک جامعہ دارلعلوم کراچی سے تمرینِ افتاء کیااور وفاقی اردویونیورسٹی سے تاریخِ اسلام میں ماسٹرز کی ڈگری حاصل کی۔ اس وقت مفتی صاحب جامعہ اسلامیہ رضیہ للبنات۔سائیٹ کراچی میں مہتمم کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔

اس کے علاوہ مفتی صاحب واٹس ایپ کے گروپس میں شرعی سوالات کے جوابات دیتے ہیں۔
اور مفتی صاحب کی یوٹیوب کے چینل پر مختلف سوالات کے جوابات اپلوڈ کیئے جاتے ہیں۔

Mufti Online by Mufti Abdul Baqi

http://YouTube.com/c/MuftiOnlineByMuftiAbdulBaqi

مفتی صاحب کے ٹیلی گرام چینل کا لنک

http://T.me/muftionlinebymuftiabdulbaqi

مفتی صاحب کا واٹس ایپ نمبر

+92-333-8129000

# پیش لفظ

یہ کتاب مفتی عبدالباقی اخونزادہ صاحب کی طرف سے اہم موضوعات اور احادیث کی صداقت کے حوالے سے کوششوں کا نتیجہ ہے۔ وہ اہم موضوعات اور احادیث جو کہ دورِ حاضر میں خصوصاً سوشل میڈیا پر زبان زدِ عام ہیں ان کی تحقیق کی گئی ہے کہ آیا وہ صحیح ہیں یا غلط۔ توجہ طلب بات یہ ہے کہ اکثر اوقات سوشل میڈیا پر شیئر کیئے جانے والے موضوعات اور احادیث کی جب تحقیق کی جاتی ہے تو وہ ضعیف، غیر مستند اور من گھڑت ہوتی ہیں۔ جس سے عوام الناس لاعلمی کے باعث جھوٹ کے پھیلانے کے مرتکب ہوتے ہیں۔

اس ضرورت کو مدِ نظر رکھتے ہوئے مفتی صاحب نے یہ سلسلہ شروع کیا تاکہ عام مسلمان اور خصوصاً علماء کرام اس کتاب سے استفادہ حاصل کریں۔ اس کتاب میں مفتی صاحب کی اہم موضوعات اور احادیث کی حوالے سے کی گئی تحقیق کو شامل کیا گیا ہے۔ اگر آپ احباب میں سے کسی کو اس کتاب میں کوئی غلطی نظر آئے تو براہ مہربانی اس کی نشاندہی ضرور فرمائیں۔

## تنبیہات سلسلہ نمبر 67

# سال کے ابتداء کی ایک دعا

**سوال:** ایک شخص مولانا شاکر نوری امیر سنی دعوت اسلامی کی ویڈیو عام ہورہی ہے جس میں وہ سال کے شروع کی دعا کی ترغیب دے رہے ہیں، برائے مہربانی اس دعا اور اس کے ساتھ منسلک باقی دونوں اعمال کے بارے میں رہنمائی فرمائیں کہ کیا یہ مستند ہے اور اس کو کرنا چاہیئے یا نہیں؟

## الجواب باسمہ تعالی

واضح رہے کہ سال کی ابتداء کے متعلق جس قدر روایات اور اعمال مشہور ہیں یا اس کی ترغیب دی جارہی ہے وہ تمام اعمال کسی بھی مستند اور صحیح روایات سے ثابت نہیں، بلکہ بعض اعمال تو ایسے ہیں کہ موضوعات کی کتب میں بھی تلاش کرنے کے باوجود اس کا کوئی نام ونشان نہیں ملتا.

## سال کے ابتداء میں پڑھی جانے والی دعائیں:

### ۱. پہلی دعا:

"اللهم أنت الأبدي القديم الأول وعلى فضلك القديم وجودك المعول، وهذا عام جديد قد أقبل نسألك العصمة من الشيطان وأوليائه، والعون على هذه النفس الأمارة بالسوء، والإشتغال بما يقربني إليك زلفى ياذا الجلال والإكرام يا أرحم الراحمين". -يقول ذلك ثلاثاً- وصلى الله على سيدنا محمد النبي الأمي وعلى آله وصحبه وسلم.

جو شخص اس دعا کو پڑھتا ہے تو شیطان کہتا ہے کہ باقی عمر یا باقی سال مجھ سے محفوظ ہوا اور اس شخص کی حفاظت کیلئے دو فرشتے مقرر کئے جاتے ہیں جو شیطان سے اس کی حفاظت کرتے ہیں.

ويزعمون " أن من دعا بهذا الدعاء أول يوم من المحرم فإن الشيطان يقول: استأمن على نفسه فيما بقي من عمره؛ لأن الله يوكل به ملكين يحرسانه من الشيطان".

(انظر: هامش دلائل الخيرات للجزولي (237 _ 238)

اس دعا کا ثبوت کسی بھی مستند غیر مستند حدیث کی کتاب میں وجود نہیں، البتہ بعض وظائف کی کتب میں بغیر سند کے مذکور ہے.

### ۲. دوسری دعا:

جو شخص سال کے آخیر میں یہ دعا پڑھے "اے اللہ اس سال میں نے جتنے گناہ کئے ان سب کو معاف فرما " تو شیطان کہتا ہے کہ ہم نے پورے سال اس کو گناہ کرانے میں خود کو تھکا دیا اور اس نے ساری محنت ایک لمحے میں ختم کر دی.

أما دعاء آخر السنة فهو: اللهم ما عملت في هذه السنة مما نهيتني عنه فلم أتب منه بعد جرأتي على معصيتك فإني أستغفرك فاغفر لي ... الخ . ويقولون بزعمهم أن من قرأ هذا الدعاء ثلاث مرات فإن الشيطان يقول تعبنا معه طول السنة فأفسد علينا تعبنا في ساعة واحدة.

(المصدر السابق 242 _ 243)

یہ دعا بھی فقط وظائف کی کتابوں میں ہی پائی جاتی ہے.

## ۳. تیسرا عمل:

جو شخص ذی الحجہ کے آخری دن اور محرم کے پہلے دن روزہ رکھے تو اللہ تعالی ان روزوں کو پچاس سال کے گناہوں کا کفارہ بنادیتے ہیں.

كما استدلوا في تعظيم هذين اليومين إلى حديث موضوع لا يصح عن رسول الله وهو "من صام آخر يوم من ذي الحجة وأول يوم من المحرم فقد ختم السنة الماضية، وافتتح السنة المقبلة بصوم جعله الله كفارة خمسين سنة".
(انظر: الموضوعات لابن الجوزي 199/2).

اس روایت کو علامہ ابن جوزی نے موضوع اور من گھڑت قرار دیا ہے.

## ۴. چوتھا عمل:

ہر سال کے آخری دن وضو کر کے چاشت کے وقت دو رکعت نفل پڑھیں اور یہ دعا مانگے اور پھر زوال کے بعد اور پھر عصر سے پہلے ایک دن میں تین مرتبہ یہ عمل کریں تو شیطان مایوس ہو کر کہتا ہے اس نے پورے سال کی محنت ضائع کر دی.

**دعاء آخر السنة:**

"في آخر يوم من كل سنة تتوضأ وتصلي ركعتين نافلة في الضحى ثم تدعو بهذا الدعاء:
بسم الله الرحمن الرحيم وصلى الله على سيدنا محمد وعلى آله وصحبه وسلم تسليما، اللهم ما عملت في هذه السنة مما نهيتني عنه فلم أتب منه ولم ترضه ونسيته ولم تنسه وحلمتٌ علي بعد قدرتك على عقوبتي ودعوتني إلى التوبة بعد جرأتي على معصيتك فإني أستغفرك فاغفر لي بفضلك وما عملت فيها مما ترضاه ووعدتني عليه الثواب فأسالك اللهم يا كريم ياذا الجلال والإكرام أن تتقبله مني، ولا تقطع رجائي منك يا كريم وصلى الله على سيدنا محمد وعلى آله وصحبه وسلم تسليما.
و تفعل مثل ذلك بعد الزوال ثم قبل صلاة العصر و بذلك تكون قد دعوت في هذا اليوم ثلاث مرات، فإن انت فعلت ذلك حملت الشيطان على أن يقول: تعبنا مع هذا الشخص طوال السنة فأفسد تعبنا في ساعة واحدة."

**الإجابة:**

الحمد لله والصلاة والسلام على رسول الله وعلى آله وصحبه، أما بعد:

فقد ورد بعض هذا الكلام في بعض الكتب التي لا تهتم بتصحيح الحديث مثل حاشية الشيخ كنون على البناني، وبحثنا عنه في غالب كتب السنة فلم نجد له ذكراً.

یہ روایت بھی حدیث کی کسی صحیح یا ضعیف کتاب میں نہ مل سکی، البتہ بعض وظائف کی کتابوں میں پایا جانا اس کے مستند ہونے کی دلیل نہیں ہے.

**۵.پانچواں عمل:**

یکم محرم الحرام کو عصر کے بعد تین سو ساٹھ بار بسم اللہ الرحمن الرحیم کے ساتھ آیۃ الکرسی پڑھ کر یہ دعا پڑھیں تو آپ پر پورے سال کسی قسم کی پریشانی کا منحوس سایہ نہ ہوگا اور نہ ہی کوئی ظالم آپ پر ظلم کر سکے گا.

اللهم يا محول الأحوال! حول حالي إلى أحسن الأحوال بحولك وقوتك يا عزيز يا متعال، وصلى الله على نبينا محمد وصحبه"

یہ دعا بھی کسی مستند کتاب یا مصدر میں موجود نہیں ہے، بلکہ بعض پوسٹوں میں اس کو غلط لکھا گیا ہے یعنی "متعال" کی جگہ "مفضال" لکھا گیا ہے.

## خلاصہ کلام

سال کی ابتداء یا انتہا پر کوئی بھی عمل یا کوئی بھی خاص دعا آپ علیہ الصلاۃ والسلام سے ثابت نہیں ہے اور نہ ہی اکابرین امت سے کسی مستند ذریعے سے ان اعمال کا کرنا یا انکی ترغیب چلانا ثابت ہے.

لہذا اس بات کا اہتمام کیا جائے کہ ہر نئے عمل کو کرنے سے پہلے اس بات کی تسلی کرلی جائے کہ کیا وہ عمل مستند اور صحیح ہے تاکہ عمل کرنے کا ثواب حاصل ہو، نہ کہ مسلمان ایسے عمل کا مرتکب ہو جو گناہ کا باعث بنے.

واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: عبدالباقی اخونزادہ

یکم محرم ۱۴۳۹ جمعہ

## تنبیہات سلسلہ نمبر68

# عاشوراء کی فضیلت

محرم الحرام سال کا پہلا مہینہ ہے اس سے ہجری سال کی ابتدا ہوتی ہے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مہینے کی فضیلت بیان فرمائی اور اس کے دنوں میں روزہ رکھنے کی ترغیب فرمائی.

حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ افضل ترین روزے رمضان کے بعد محرم کے ہیں اور فرض کے بعد افضل ترین نماز رات کی نماز ہے

عن أبي هريرة قال : قال رسول الله: ( أفضلُ الصيام بعد رمضان شهرُ الله المحرم ، وأفضلُ الصلاة بعد الفريضة صلاةُ الليل ) وفي رواية: ( الصلاة في جوف الليل ) أخرجه مسلم .

لیکن شوم قسمت کہ دیگر چیزوں کی طرح اس مہینے اور عاشورا کے متعلق بھی اس قدر کمزور اور من گھڑت باتیں عام کی گئی کہ اب صحیح بات اور غلط بات میں تمیز مشکل تر ہوتی جارہی ہے

### عاشورا کے متعلق مشہور روایات

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ حضور علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ اللہ تعالی نے بنی اسرائیل پر دس محرم کا روزہ فرض کیا تم لوگ بھی یہ روزہ رکھو اور اپنے اہل وعیال پر رزق میں فراخی کرو کیونکہ جو شخص اس میں فراخی کرے گا سارا سال اس پر فراخی کی جائیگی

1) اس دن آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئ.
2) اسی دن ادریس علیہ السلام کو آسمان پر اٹھایا گیا.
3) اسی دن ابراہیم علیہ السلام کو آگ سے نجات ملی.
4) اسی دن نوح علیہ السلام کی کشتی کو نجات ملی
5) اسی دن موسی علیہ السلام پر وحی آئی
6) اسی دن اسماعیل علیہ السلام کی قربانی قبول ہوئ

7) اسی دن یوسف علیہ السلام کو جیل سے نجات ملی

8) اسی دن یعقوب علیہ السلام کی آنکھوں کی بینآئی واپس آئی

9) اسی دن یونس علیہ السلام کو مچھلی کے پیٹ سے نجات ملی

10) اسی دن ایوب علیہ السلام کو بیماری سے شفا ملی

11) اسی دن موسی علیہ السلام بنی اسرائیل کو لے کر سمندر کو پار کیا

12) یہ دن حضور علیہ السلام کو اگلے پچھلے سارے گناہوں کی معافی ملی

13) اس دن کا روزہ 40 سال کے گناہوں کا کفارہ ہے

14) اللہ تعالی نے مخلوقات میں سے سب سے پہلے اس عاشورہ کا دن بنایا

15) سب سے پہلی بارش اسی دن ہوئی

16) سب سے پہلی رحمت اس دن نازل ہوئی

17) جس نے عاشورا کا روزہ رکھا گویا پورے سال کا روزہ رکھا

18) جس نے اس رات عبادت کی گویا اس نے تمام مخلوقات کے بقدر عبادت کی

## عاشورا کے بعض اعمال کے فضائل

1. چار رکعت نماز فاتحہ کے بعد پچاس مرتبہ قل ہو اللہ احد پڑھے تو اللہ تعالی گذشتہ پچاس سال اور آئندہ پچاس سالوں کے گناہ معاف فرمادے
2. جس نے اس دن کسی کو کچھ پلایا تو گویا اس نے لمحہ بھر رب کی نافرمانی نہیں کی
3. اگر کسی نے عاشورا کے دن کسی غریب گھرانے کو کھلایا وہ پل صراط پر روشنی کی چمک کی طرح گزرے گا۔

## عاشورا کے بعض خاص اعمال

1. جو عاشورا کے دن غسل کرے گا اس کو مرض الموت کے سوا کوئی مرض لاحق نہ ہو گا
2. جو عاشورا کو سرمہ لگائے گا اس کی آنکھیں کبھی خراب نہ ہو نگی

3. جس نے اس دن کسی یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرا گویا تمام یتیموں کے ساتھ بھلائی کی

4. جس نے عاشورا کا روزہ رکھا اس کیلئے ایک ہزار حج ایک ہزار عمرے اور ایک ہزار شہیدوں کا لکھا جائیگا

**اس دن کے خاص دیگر واقعات:**

- عاشورا کے دن ساتوں آسمان ساتوں زمینیں پہاڑ سمندر پیدا کئے گئے
- اسی دن عرش بنایا گیا
- اسی دن جبرائیل کی پیدائش ہوئی
- اسی دن عیسی علیہ السلام کو آسمانوں پر اٹھایا گیا
- اسی دن سلیمان علیہ السلام کو بادشاہت دی گئی
- اور قیامت بھی اسی دن قائم کی جائیگی

عن أبي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: " إن الله عز وجل افترض على بنى إسرائيل صوم يوم في السنة يوم عاشوراء وهو اليوم العاشر من المحرم، فصوموه ووسعوا على أهليكم فيه، فإنه من وسع على أهله من ماله يوم عاشوراء وسع عليه سائر سنته، فصوموه فإنه اليوم الذى تاب الله فيه على آدم، وهو اليوم الذى رفع الله فيه إدريس مكانا عليا، وهو اليوم الذى نجى فيه إبراهيم من النار، وهو اليوم الذى أخرج فيه نوحا من السفينة، وهو اليوم الذى أنزل الله فيه التوراة على موسى، وفيه فدى الله إسماعيل من الذبح، وهو اليوم الذى أخرج الله يوسف من السجن، وهو اليوم الذى رد الله على يعقوب بصره، وهو اليوم الذى كشف الله فيه عن أيوب البلاء، وهو اليوم الذى أخرج الله فيه يونس من بطن الحوت، وهو اليوم الذى فلق الله فيه البحر لبنى إسرائيل، وهو اليوم الذى غفر الله لمحمد ذنبه ما تقدم وما تأخر، وفى هذا اليوم عبر موسى البحر، وفى هذا اليوم أنزل الله تعالى التوبة على قوم يونس، فمن صام هذا اليوم كانت له كفارة أربعين سنة، وأول يوم خلق الله من الدنيا يوم عاشوراء، وأول مطر نزل من السماء يوم عاشوراء،

وأول رحمة نزلت يوم عاشوراء، فمن صام يوم عاشوراء فكأنما صام الدهر كله، وهو صوم الانبياء، ومن أحيا ليلة عاشوراء فكأنما عبدالله تعالى مثل عبادة أهل السموات

السبع، ومن صلى أربع ركعات يقرأ في كل ركعة الحمد مرة وخمسين مرة قل هو الله أحد غفر الله خمسين عاما ماض وخمسين عاما مستقبل وبنى له في الملا الاعلى ألف ألف منبر من نور، ومن سقى شربة من ماء فكأنما لم يعص الله طرفة عين، ومن أشبع أهل بيت مساكين يوم عاشوراء، مر على الصراط كالبرق الخاطف.

ومن تصدق بصدقة يوم عاشوراء فكأنما لم يرد سائلا قط، ومن اغتسل يوم عاشوراء لم يمرض مرضا إلا مرض الموت، ومن اكتحل يوم عاشوراء لم ترمد عينيه تلك السنة كلها، ومن أمر يده على رأس يتيم فكأنما بر يتامى ولد آدم كلهم، ومن صام يوم عاشوراء أعطى ثواب عشرة ألف ملك، ومن صام يوم عاشوراء أعطى ثواب ألف حاج ومعتمر، ومن صام يوم عاشوراء أعطى ثواب ألف شهيد، ومن صام يوم عاشوراء كتب له أجر سبع سموات وفين خلق الله السموات و الارضين والجبال والبحار، وخلق العرش يوم عاشوراء، وخلق القلم يوم عاشوراء، وخلق اللوج يوم عاشوراء، وخلق جبريل يوم عاشوراء، ورفع عيسى يوم عاشوراء، وأعطى سليمان الملك يوم عاشوراء، ويوم القيامة يوم عاشوراء، ومن عاد مريضا يوم عاشوراء فكأنما عاد مرضى ولد آدم كلهم ".

## اس روایت کا درجہ:

علامہ ابن جوزی نے اس روایت کو اپنی کتاب موضوعات میں ذکر کرکے فرمایا کہ یہ روایت من گھڑت ہے

رواه بن الجوزي في كتاب الموضوعات و قال عقب إيراده له :هذا حديث لا يشك عاقل في وضعه ولقد أبدع من وضعه وكشف القناع ولم

يستحي وأتى فيه المستحيل وهو قوله: وأول يوم خلق الله يوم عاشوراء، وهذا تغفيل من واضعه لانه إنما يسمى يوم عاشوراء إذا سبقه تسعة. انتهى

## اس روایت کے ہم معنی روایات:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بھی اسی مضمون کے قریب کی روایت منقول ہے

06 - عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: " من صام يوم عاشوراء كتب الله له عبادة ستين سنة بصيامها وقيامها، ومن صام يوم عاشوراء

أعطى ثواب عشرة آلاف ملك، ومن صام يوم عاشوراء أعطى ثواب ألف حاج ومعتمر، ومن صام يوم عاشوراء أعطى ثواب عشرة آلاف شهيد، ومن صام يوم عاشوراء كتب الله له أجر سبع سموات، ومن أفطر عنده مؤمن في يوم عاشوراء فكأنما أفطر عنده جميع أمة محمد، ومن أشبع جائعا في يوم عاشوراء فكأنما أطعم جميع فقراء أمة محمد صلى الله عليه وسلم وأشبع بطونهم ومن مسح على رأس يتيم رفعت له بكل شعرة على رأسه في الجنة درجة. قال فقال عمر يا رسول الله لقد فضلنا الله عزوجل بيوم عاشوراء ؟ قال: نعم خلق الله عز وجل يوم عاشوراء والارض كمثله، وخلق الجبال يوم عاشوراء والنجوم كمثله وخلق القلم يوم عاشوراء واللوح كمثله، وخلق جبريل يوم عاشوراء وملائكته يوم عاشوراء، وخلق آدم يوم عاشوراء وولد إبراهيم يوم عاشوراء، ونجاه الله من النار يوم عاشوراء، وفداه الله يوم عاشوراء، وغرق فرعون يوم عاشوراء ورفع إدريس يوم عاشوراء، وولد في يوم عاشوراء، وتاب الله على آدم في يوم عاشوراء، وغفر ذنب داود في يوم عاشوراء، وأعطى الله الملك لسليمان يوم عاشوراء، وولد النبي صلى الله عليه وسلم في يوم عاشوراء، واستوى الرب عز وجل على العرش يوم عاشوراء، ويوم القيامة يوم عاشوراء ".

## اس روایت کا حکم:

اس روایت پر بھی وضع کا حکم لگا ہے

هذا الحديث موضوع

ففي إسناده حبيب بن أبي حبيب و هو معروف بالكذب بل قال فيه الإمام أحمد رحمه الله :كان حبيب بن أبي حبيب يكذب

اس روایت کی سند میں حبیب بن ابی حبیب کو امام احمد نے جھوٹا قرار دیا ہے

. وقال ابن عدى: كان يضع الحديث

روایات گھڑتا تھا ابن عدی

وقال أبو حاتم أبو حبان: هذا حديث باطل لا أصل له.قال وكان حبيب من أهل مرو يضع الحديث على الثقاة لا يحل كتب حديثه إلا على سبيل القدح فيه

یہ شخص من گھڑت روایات نقل کرتا تھا ابوحاتم

وقال بن الجوزي بعد ذكره لهذا الحديث هذا حديث موضوع بلا شك

یہ روایت من گھڑت ہے ابن جوزی

## صحیح اور ثابت اعمال:

جاہلیت میں قریش عاشورا کا روزہ رکھتے تھے

آپ علیہ السلام بھی رکھتے تھے اور مدینہ ہجرت کے بعد بھی رکھتے لیکن رمضان کے روزوں کی فرضیت کے بعد اختیار دیا گیا جو چاہے رکھے

ان عائشة - رضي الله عنها - قالت : ( كان يوم عاشوراء تصومه قريش في الجاهلية ، وكان رسول الله r يصومه في الجاهلية ، فلما قدم المدينة صامه ، وأمر بصيامه ، فلما فُرِضَ رمضان ترك يوم عاشوراء ، فمن شاء صامه ، ومن شاء تركه ) أخرجه البخاري ومسلم

جابر بن سمرۃ کہتے ہیں کہ آپ علیہ السلام اس دن روزہ رکھنے کا حکم دیتے ترغیب دیتے تھے

وعن جابر بن سمرةt قال : ( كان رسول الله r يأمر بصيام يوم عاشوراء ، ويحثنا عليه ، ويتعاهدنا عليه ... الحديث ) أخرجه مسلم(3) .

## اس روزے کا اجر

آپ علیہ السلام سے عاشورا کے روزے کا اجر پوچھا گیا آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ امید ہے کہ گزشتہ ایک سال کے گناہوں کا کفارہ ہو جائے

أبي قتادة أن رسول الله r سئل عن صوم يوم عاشوراء ، فقال : ( يكفر السنة الماضية ) وفي رواية : ( ... وصيام يوم عاشوراء أحتسب على الله أن يكفر السنة التي قبله ) أخرجه مسلم(1)

## اس روزے کی وجہ اور طریقہ

حضور علیہ السلام مدینہ تشریف لائے تو یہود کو عاشورا کے دن خوشی اور عید مناتے پایا جس کی وجہ یہ بیان کی گئ کہ اس دن حضرت موسی علیہ السلام کو نجات ملی تھی لہذا خوشیاں مناتے تھے

آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ ان کے بنسبت ہم موسی علیہ السلام کے زیادہ قریب ہیں لیکن ہم روزہ رکھے گے

عن ابن عباس - رضي الله عنهما - قال : قدم رسول الله r المدينة فوجد اليهود يصومون يوم عاشوراء ، فسئلوا عن ذلك ، فقالوا : هذا اليوم الذي أظهر الله فيه موسى وبني إسرائيل على فرعون ، فنحن نصومه تعظيماً له ، فقال رسول الله r : ( نحن أولى بموسى منكم ، فأمر بصيامه) أخرجه البخاري ومسلم ، وفي رواية لمسلم : ( فصامه موسى شكراً ، فنحن نصومه ... )

## یہود کی مخالفت

جب آپ علیہ السلام نے اس دن کے روزے کا حکم دیا تو عرض کیا گیا کہ یہ دن تو یہود اور نصارٰی کی بھی تعظیم کا دن ہے تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اگلے سال ہم نو تاریخ کا روزہ بھی رکھے گے

عن ابن عباس - رضي الله عنهما - أن رسول الله r لما صام يوم عاشوراء وأمر بصيامه قالوا : يا رسول الله ، إنه يوم تعظمه اليهود والنصارى ، فقال رسول الله r : ( فإذا كان العام المقبل - إن شاء الله - صمنا اليوم التاسع ) قال : فلم يأت العام المقبل حتى توفي رسول الله r . أخرجه مسلم ، وفي رواية له : ( لئن بقية إلى قابل لأصومن التاسع )(1) .

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ایک ضعیف روایت ہے کہ عاشورا کا روزہ رکھو یہود کی مخالفت کرو اس سے ایک دن قبل یا بعد روزہ رکھو

بحديث ابن عباس مرفوعاً بلفظ : ( صوموا يوم عاشوراء ، وخالفوا فيه اليهود ، صوموا قبله يوماً ، أو بعده يوماً ) وهو حديث ضعيف

## دستر خوان وسیع کرنا

اس متعلق استاد محترم مولانا طلحہ منیار صاحب کا مضمون اختصارا نقل کرونگا.

**الجواب:**

عاشوراء کے دن وسعت علی العیال والی حدیث: پانچ صحابہ کرام رضی اللہ عنھم سے مرفوعا، اور حضرت عمر سے موقوفا، اور ایک تابعی کی روایت سے مرسلا منقول ہے، جن صحابہ کرام سے مرفوعا وارد ہے، وہ یہ ہیں :

- حضرت جابر [شعب الإيمان 3512]
- حضرت ابن مسعود [شعب الإيمان 3513]

- حضرت ابو سعید خدری [شعب الإيمان3514]
- حضرت ابو ھریرہ [شعب الإيمان 3515]
- حضرت ابن عمر [التوسعة على العيال لأبي زرعة(ص:12، 10)]
- حضرت عمر پر موقوف روایت [التوسعة على العيال لأبي زرعة (ص:13)] میں
- اور ابن المنتشر تابعی کا بلاغ [شعب الإيمان3516] میں مروی ہے۔

بعض علماء حدیث اس حدیث کی تمام اسانید وطرق پر جرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ: یہ حدیث مرفوعاً ثابت نہیں ہے، اور بعض صراحتاً من گھڑت ہونے کا حکم لگاتے ہیں.

[التوسعة على العيال لأبي زرعة (ص: 13) ، مرعاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح (6/ 363)]

جبکہ ان کے مقابلہ میں بعض محدثین نے ان کو قبول کیا ہے، اور بعض اسانید کو صحیح یا حسن کا مرتبہ دیا ہے، ان میں بالخصوص امام بیہقی، ابن القطان، عراقی، ابوزرعہ بن العراقی، ابن حجر عسقلانی، سیوطی رحمھم اللہ ہیں،

## ان کے اقوال ملاحظہ فرمائیں:

اور مذاہب اربعہ کی کتابوں میں بھی اس پر عمل کرنے کی گنجائش لکھی ہے، اور یہ کہ سال بھر کی برکت کے بارے میں یہ عمل مجرب اور پائے ثبوت کو پہنچا ہوا ہے.

## حنفیہ کے بعض فتاوی ملاحظہ فرمائیں:

- وسعت علی العیال کی روایت اگر چہ سنداً ضعیف ہے؛ لیکن مختلف طرق سے مروی ہونے کی وجہ سے فضائل میں قابل استدلال ہے؛ لیکن اس روایت سے کھچڑے اور حلیم پکانے پر استدلال کرنا صحیح نہیں ہے؛ کیوں کہ کھچڑا آج کل اہل بدعت کا شعار بن چکا ہے اور یہ لوگ روزہ رکھنے کے بجائے دن بھر کھچڑا کھاتے کھلاتے رہتے ہیں، جو منشائے نبوی کے بالکل خلاف ہے، نیز اس میں التزام مالا یلزم کے معنی بھی پائے جاتے ہیں؛ کیوں کہ وسعت پر عمل کھچڑا پکانے پر ہی منحصر نہیں؛ بلکہ کسی بھی طرح دستر خوان وسیع کرنے سے یہ فضیلت حاصل ہو سکتی ہے۔(کتاب النوازل ج۱۷ص۱۸۸)۔

- عاشوراء کے روز شام کو وسعت دسترخوان ناجائز نہیں ہے، بلکہ جائز اور باعث خیر و برکت ہے۔(فتاوی قاسمیہ ج۲ص ۴۳۲)۔
- عاشوراء کے دن اہل وعیال کو اچھا اور خوب کھلانا حدیث و کتب فقہ سے ثابت ہے، حدیث اگرچہ ضعیف بھی ہو پھر بھی فضائلِ اعمال میں اس پر عمل کرنے میں ثواب ہے، نیز فقھاء نے بھی اس حدیث کو قابلِ عمل فرمایا ہے۔واللہ اعلم۔(فتاوی دار العلوم زکریا ج اص ۴۱۹)۔
- عاشورا کے دن اہل وعیال پر فراوانی کی حدیث صحیح ہے اور اس پر عمل کرنا جائز ہے۔(نجم الفتاوی ج اص ۲۹۶) ۔

## خلاصہ کلام

محرم کے دنوں میں عموما اور دس محرم کے دن کا روزہ خصوصا باعث اجر وثواب و کفارہ سیئات ہے اور اس دن اہل وعیال پر رزق کی وسعت بھی ایک مستحب عمل ہے لیکن اس کے علاوہ جس قدر اعمال یا نمازیں یا قصے اس دن کے حوالے سے مشہور کئے گئے ہیں وہ سب غلط اور من گھڑت روایات ہیں.

واللہ اعلم بالصواب

کتبہ عبد الباقی اخونزادہ

2 محرم الحرام 1439 کراچی

# ضمیمہ تنبیہات سلسلہ نمبر 68

دعاءعاشوراء کے نام سے یا اعمال عاشوراء کے نام سے ایک پرچہ گردش کررہاہے جس میں مختلف اعمال مذکورہیں.

1) پہلی دورکعت مخصوص سورت اور مقدار کے ساتھ جو کہ موضوعات میں سے ہے یعنی یہ نماز اس مخصوص ترکیب کے ساتھ کہیں بھی ثابت نہیں.

2) دوسری ایک دعاجو کہ کنزالنجاح والسرور نامی کتاب میں مذکورہے لیکن صرف اس کتاب میں ذکر ہونااس دعا کی صحت کیلئے کافی نہیں ہے.

(نوٹ بعض حضرات اس طرح کے اعمال پر مجرب کالیبل لگاکر علمی گرفت سے بچنے کی کوشش کرتے ہیں)

3) اس دعاء میں انبیاء کے واقعات کا تذکرہ ہے اس کی بھی کوئی اصل تلاش کے باوجود نہیں مل پائی بلکہ جس قدر روایات وارد ہیں وہ سب تقریبا موضوعات اور من گھڑت ہے جس کی تفصیل **تنبیہات نمبر 68** میں موجود ہے

مجموعی طور پر یہ پرچہ میں جو دعاءاور نماز مذکورہے اور عوام میں مشہور ہوئی ہے اس کی کوئی اصل احادیث سے نہیں.

گزشتہ دنوں حرز ابودجانہ کے نام سے ایک عمل سامنے آیا تو اس کی جو روایت تھی وہ من گھڑت اور موضوع تھی لیکن بعض ساتھیوں کا یہ اصرار تھا کہ روایت موضوع ہے لیکن عمل مجرب ہے لہذا اس کی اجازت ملنی چاہیئے.

اللہ تعالی جزائے خیر مفتی عارف گلگتی صاحب کو جنھوں نے ہندوپاک کے جید محدثین مولانا نورالبشر صاحب کراچی اور مولانا طلحہ منیار صاحب گجرات انڈیا سے رابطہ کیا تو دونوں حضرات نے اس بات کی تائید فرمائی کہ جس عمل کی بنیاد اگر کسی موضوع روایت پر ہو تو اس عمل کو بطور مجرب کے کرنا بھی درست نہیں ہے.

اس دعا کی بنیاد بھی من گھڑت روایات پر ہے لہذا اس دعا کا پڑھنا یا اس کو عام کرنا کسی بھی صورت درست نہیں.

عاشوراء کے اعمال میں روزہ اور اہل وعیال پر وسعت سے خرچ کرنا ثابت ہے اس کے علاوہ جو باتیں مشہور ہیں انکی کوئی اصل نہیں اور انکی تشہیر اور عمل سے اجتناب کرنا چاہیئے.

واللہ اعلم بالصواب

کتبہ عبدالباقی اخونزادہ

2 اکتوبر 2017 کراچی

## تنبیہات سلسلہ نمبر 46

# مولا علی

سوال: شیعہ حضرات ایک روایت پیش کرتے ہیں "من كنت مولاه فهذا على مولاه" اور اس سے خلافت اور "مولا علی مدد " کا معنی نکالتے ہیں.

## الجواب باسمہ تعالی

سب سے پہلے اس روایت کا پس منظر اور اس اعلان کی وجوہات کا واضح کرنا ضروری ہے تا کہ یہ معلوم ہو کہ آپ ﷺ نے یہ بات کیوں فرمائی اور اس کا مطلب کیا ہے.

### واقعہ کا پس منظر:

### ۱ پہلی روایت:

عباس عن بريدة الأسلمي رضي الله عنه قال: خرجت مع علي رضي الله عنه إلى اليمن فرأيت منه جفوة، فقدمت على النبي صلى الله عليه وسلم، فذكرت عليا، فتنقصته، فجعل رسول الله صلى الله عليه وسلم يتغير وجهه، فقال" :يابريدة! ألست أولى بالمؤمنين من أنفسهم؟ "قلت: بلى يارسول الله، قال" :من كنت مولاه، فعلي مولاه."

-أخرجه النسائي في "الكبرى8145) "، 8466، .(8467)

-وأحمد (22945).

-والبزار (4352، 4353)

-والحاكم (4578)، وصححه على شرط مسلم.

-وقال الألباني في "السلسلة الصحيحة) "تحت الحديث 1750): قلت: وهذا إسناد صحيح على شرط الشيخين، وتصحيح الحاكم على شرط مسلم وحده قصور.

### ۲ دوسری روایت:

وعن أبي سعيد الخدري قال: اشتكى الناس عليا رضوان الله عليه فقام رسول الله صلى الله عليه وسلم فينا خطيبا فسمعته يقول" :أيها الناس! لا تشكوا عليا؛ فوالله إنه لأخشن في ذات الله أو في سبيل الله من أن يشكى."

-رواه أحمد في "المسند(11835) :". وفي "فضائل الصحابة.(1161) "

-والطبري في تاريخه: (2/ 205)

-والحاكم (4654).

-وأبو نعيم في "الحلية.(1/68)

-وابن عساكر (42/199-200)

وهذا اللفظ مختصر، والقصة الكاملة هي:

عن أبي سعيد الخدري رضى الله عنه قال: بعث رسول الله ﷺعلي بن أبي طالب إلى اليمن، قال أبوسعيد: فكنت ممن خرج معه، فلما أخذ من إبل الصدقة سألناه أن نركب منها ونريح إبلنا فكنا قد رأينا في إبلنا خللاً، فأبى علينا وقال: إنما لكم منها سهم كما للمسلمين، قال: فلما فرغ علي وإنطلق من اليمن راجعاً أمر علينا إنساناً وأسرع هو فأدرك الحج، فلما قضى حجته قال له النبي صلى الله عليه وسلم: ارجع إلى أصحابك حتى تقدم عليهم، قال أبوسعيد: وقد كنا سألنا الذي استخلفه ما كان على منعنا إياه نفعل فلما جاء عرف في إبل الصدقة إن قد ركبت رأى أثر المركب فذم الذي أمره ولامه، فقلت: إنا إن شاء الله إن قدمت المدينة لأذكرن لرسول الله ولأخبرنه ما لقينا من الغلظة والتضييق، قال: فلما قدمنا المدينة غدوت إلى رسول الله أريد أن أفعل ما كنت حلفت عليه، فلقيت أبابكر خارجاً من عند رسول الله فوقف معي ورحب بي وسألني وسألته وقال متى قدمت؟ قلت: قدمت البارحة فرجع معي إلى رسول الله فدخل فقال: هذا سعد بن مالك بن الشهيد، قال: ائذن له، فدخلت فحييت رسول الله وجاءني وسلم عليّ وسألني عن نفسي وعن أهلي فأحفى المسألة، فقلت له: يارسول الله! ما لقينا من علي من الغلظة وسوء الصحبة والتضييق، فانتبذ رسول الله وجعلت أنا أعدد ما لقينا منه حتى إذا كنت في وسط كلامي ضرب رسول الله على فخذي وكنت منه قريباً ثم قال: سعد بن مالك الشهيد؟ مه بعض قولك لأخيك علي، فوالله لقد علمت أنه أخشن في سبيل الله. قال: فقلت في نفسي: ثكلتك أمك سعد بن مالك ألا أراني كنت فيما يكره منذ اليوم وما أدري لا جرم والله لا أذكره بسوء أبداً سراً ولا علانية.

-رواه البيهقي في "دلائل النبوة (5/398) "وابن عساكر (42/200).

-وقال ابن كثير في "السيرة النبوية :(4/ 205) "وهذا إسناد جيد.

## ۳ تیسری روایت:

وعن وهب بن حمزة قال: سافرت مع علي بن أبي طالب من المدينة إلى مكة فرأيت منه جفوة؛ فقلت: لئن رجعت فلقيت رسول الله صلى الله عليه وسلم لأنالن منه؛ قال: فرجعت فلقيت رسول الله صلى الله عليه وسلم فذكرت عليا فنلت منه فقال لي رسول الله صلى الله عليه وسلم" :لا تقولن هذا لعلي فإن عليا وليكم بعدي."

-رواه الطبراني في "الكبير.[(22/ 135) "

-وخيثمة بن سليمان الطرابلسي، كما في "البداية والنهاية[(7/ 345) "

-وقال الهيثمي في "مجمع الزوائد :(9/109) "رواه الطبراني، وفيه "دكين "ذكره ابن أبي حاتم ولم يضعفه أحد وبقية رجاله وثقوا.

## روایات کا خلاصہ:

حضور ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ایک لشکر سے خمس (پانچواں حصہ) لانے کیلئے بھیجا تو وہاں تقسیم پر بعض صحابہ حضرت علی سے ناراض ہو گئے اور انہوں نے حضور ﷺ سے انکی شکایت کی. بعض صحابہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے رویے کی سختی کی شکایت کی.

## حضرت علی رضی اللہ عنہ پر الزامات:

**پہلا الزام:** غنیمت کے خمس سے ایک خوبصورت باندی لی.

**دوسرا الزام:** ساتھیوں پر غنیمت کے معاملے میں سختی کی.

### اس واقعے کا وقت اور مقام:

یہ حضور ﷺ کے حجۃ الوداع کا واقعہ ہے. حضور ﷺ کے سامنے جب یہ تمام حالات آئے تو آپ ﷺ نے مکہ سے کوچ فرما کر مدینہ کے راستے میں "غدیر خم "نامی مقام پر ۱۸ ذی الحج کو خطبہ ارشاد فرمایا.

## غدیر خم:

یہ مدینہ اور مکہ کے درمیان جحفہ کے قریب ایک علاقہ ہے اور اسکا موجودہ نام "غربہ" ہے.

"غديرُ خُم "هو: موضع بين مكة والمدينة، وهو واد عند الجحفة به غدير، يقع شرق رابغ بما يقرب من (26) كيلاً، ويسمونه اليوم الغربة، و"خم "اسم رجل صباغ نسب إليه الغدير.

والغدير هو: مستنقع من ماء المطر.

انظر" :معجم البلدان (2/389) "و"على طريق الهجرة "لعاتق البلادي (ص: 61)

## واقعہ کی تاریخ:

یہ واقعہ ۱۸ ذی الحج کو حجۃ الوداع سے واپسی پر پیش آیا.

بالنسبة للحادثة فقد كانت بعد حجة الوداع و بالتحديد يوم الثامن عشر من ذي الحجة كما قال بذلك الدكتور مهدي رزق في كتابه "السيرة النبوية في ضوء المصادر الأصلية" (ص: 678)

## آپ ﷺ کا فرمان:

"من كنت مولاه فهذا علی مولاه"

اس روایت کا اتنا حصہ متفقہ طور پر صحیح ہے.

جبکہ

"اللهم وال من والاه وعاد من عاداه"

روایت کے اس حصے کے بارے میں مختلف اقوال ہیں: کچھ حضرات نے اسکو موضوع قرار دیا ہے اور کچھ نے ضعف شدید کہا ہے، لیکن سالم بات یہ ہے کہ یہ حصہ بھی ثابت ہے.

### فرمان رسول اللہ ﷺ کا مقصد:

چونکہ صحابہ کرام میں سے بعض حضرات کو حضرت علی سے شکوہ تھا اور شکوہ شکایت عموما نفرت کا سبب بنتے ہیں اور لوگوں میں جو چہ میگوئیاں شروع ہوئی تھیں ان سب امور کے خاتمے کیلئے لازم تھا کہ حضرت علی کی طرف سے وضاحت اور ان کے کئے

ہوئے افعال کا دفاع کیا جائے، تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے پہلے تو انفرادی طور پر ان افراد کو سمجھایا اور حضرت علی کے عمل کی وضاحت فرمائی اور ان کو حضرت علی کی محبت کا درس دیا.

● جیسے حضرت بریدہ سے فرمایا:

"یابریدة! الست اولی بالمؤمنین من أنفسهم؟"

حضرت بریدہ نے جب شکایت کی تو حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا چہرہ مبارک متغیر ہوا اور فرمایا کہ کیا مجھے ایمان والوں کی نظر میں ان کی جان سے زیادہ محبوب نہیں ہونا چاہیئے؟ عرض کیا جی ضرور، فرمایا: پس جو مجھے محبوب رکھے ہے وہ علی کو محبوب رکھے .

● جنھوں نے سختی کی شکایت کی:

ان سے فرمایا:

"انه أخشن فی سبیل الله "

وہ اللہ کے راستے میں اس سے زیادہ سختی کا مظاہرہ کافروں کے خلاف کرتا ہے.

● باندی لینے کی شکایت کرنے والوں سے فرمایا:

علی کا حصہ مال غنیمت میں اس سے زیادہ تھا اور پھر تمام مجمعے کے سامنے حضرت علی کی محبت، عقیدت اور ان کے ساتھ خلوص کو اپنی محبت کا جزء قرار دیتے ہوئے فرمایا:

"من كنت مولاه فهذا علی مولاه"

جو مجھ سے محبت رکھے گا وہ علی سے محبت رکھے گا.

اسی حکم کو صحابہ کرام بھی سمجھے، لہذا حضرت عمر نے فورا مبارکباد دیتے ہوئے فرمایا کہ اے علی! مبارک ہو آج سے آپ میرے اور تمام مسلمانوں کے محبوب بن گئے.

أخذ النبيُّ صلَّى اللهُ عليهِ وسلمَ بيدِ عليِّ بنِ أبي طالبٍ ، فقال : ألستُ وليَّ المؤمنين ؟
قالوا : بلى يا رسولَ اللهِ ، قال : من كنتُ مولاه فعليٌّ مولاه ،
فقال عمرُ بنُ الخطابِ : بخٍ بخٍ لك يا ابنَ أبي طالبٍ ! أصبحت مولايَ ومولى كلِّ مسلمٍ

## مولا کا لغوی اور اصطلاحی معنی:

لغت میں مولا کے تقریبا ۱۹ معانی ذکر کئے جاتے ہیں، لیکن عموما قرآن وحدیث میں جب مولا کا لفظ کہا جاتا ہے یا یہ صیغہ استعمال ہوتا ہے تو وہاں "نصرت، مدد گار، محبت "کے معنی میں ہی استعمال کیا جاتا ہے.

قول النبي ﷺفي الحديثين" :وهو ولي كل مؤمن بعدي"؛ أراد بكلمة (ولي) هنا الموالاة التي هي المناصرة والموادّة.

فـ (وليّ) هنا تعني: المستحق للمودة والمحبّة والنّصرة، وهذا هو معنى (الولي) و (المولى) في كتاب الله تعالى:

قال الله تعالى: {وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ{

أي: موالاة المحبة والنصرة، وليس معناه بعضهم أمراء وحكّام بعض... إذن لأصبح كلٌّ منّا أميرًا مأمورًا، وحاكِمًا محكومًا، ورئيسًا مرؤوسًا في نفس الوقت، لأن بعضنا أولياءُ بعضٍ.

یعنی اگر ولی کا معنی بادشاہ یا خلیفہ لیا جائے تو بہت سی آیات اور احادیث کے معانی بگڑ جائینگے.

وقال تعالى:{إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ آوَوْا وَنَصَرُوا أُولَئِكَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْض}.

وقال تعالى: {يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ تُلْقُونَ إِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَقَدْ كَفَرُوا بِمَا جَاءَكُمْ مِنَ الْحَقِّ}

أي: لا توادّوهم ولا تناصروهم.

وقال تعالى: {وَإِنْ تَظَاهَرَا عَلَيْهِ فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ مَوْلَاهُ وَجِبْرِيلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمَلَائِكَةُ بَعْدَ ذَلِكَ ظَهِيرٌ}

أي: إن الله والملائكة وصالح المؤمنين ناصِروه ومؤيّدوه، لان الملائكة والمؤمنين هم الأمراء الحاكمون على النبى.

## گویا مقصد نبوت:

**"مقام علی اور محبت علی " کا اظہار تھا، نہ کہ خلافت یا امارت کا بیان."**

إذن فمقصودُ النبي ﷺومرادهُ: أنّ عليًّا تجب مودته ومناصرته لا بغضه والشكوى منه.

## علمائے امت کا موقف:

● **امام بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:**

قال البيهقي في "الإعتقاد "(ص 354 )"وأما حديث الموالاة - إن صح إسناده - فليس فيه نصٌّ على ولاية علي بعده، فقد ذكرنا من طرقه في "كتاب الفضائل "ما دلّ على مقصود النبي صلى الله عليه وسلم من ذلك، وهو أنه لما بعثه إلى اليمن كثرت الشكاة عنه وأظهروا بغضه فأراد النبي صلى الله عليه وسلم أن يذكر اختصاصه به ومحبته إياه ويحثهم بذلك على محبته وموالاته وترك معاداته فقال" :من كنت وليه فعلي وليه"، وفي بعض الروايات" :من كنت مولاه فعلي مولاه، اللهم وال من والاه وعاد من عاداه"، والمراد به: ولاء الإسلام ومودته، وعلى المسلمين أن يوالي بعضهم بعضا ولا يعادي بعضهم بعضا."

حضور ﷺ کے اس فرمان کا مقصود لوگوں کے دلوں سے بغض وعناد کو نکال کر آپس میں محبت کو پیدا کرنا تھا، نہ کہ حضرت علی کی خلافت کو بیان کرنا.

● **علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:**

وقال الإمام ابن كثير في "البداية والنهاية:(7/225) "

وأما ما يفتريه كثير من جهلة الشيعة والقصاص الأغبياء من أنه أوصى، يقصد النبي صلى الله عليه وسلم إلى علي بالخلافة فكذب وبهت وافتراء عظيم، يلزم منه خطأ كبير من تخوين الصحابة وممالأتهم بعده على ترك تنفيذ وصيته وإيصالها إلى من أوصى إليه وصرفهم إياها إلى غيره لا لمعنى ولا لسبب.

بعض لوگوں کا اس روایت سے خلافت علی کو ثابت کرنا جھوٹ اور بہتان ہے اور تمام صحابہ پر یہ الزام ہے کہ انہوں نے وصیت رسول کو نافذ نہیں کیا.

● **امام طبری رحمہ اللہ:**

اس روایت پر سب سے زیادہ تفصیلی بحث علامہ طبری نے کی کہ انہوں نے صرف اس حدیث پر چار جلدوں کی کتاب لکھ ڈالی تھی جس کی وجہ سے ان پر تشیع کا الزام بھی لگا لیکن جب انہوں نے خلافت کا بیان کیا تو اس میں وہی ترتیب رکھی جو جمہور امت کے نزدیک ہے.

وأما الإمام الطبري فقد خالف الشيعة في النتائج التي رتبوها على هذا الحديث مخالفة جذرية، فقد أثبت أن أحق الناس بالخلافة بعد النبي صلى الله عليه وسلم وأولاهم بالإمامة أبوبكر الصديق ثم عمر بن الخطاب ثم عثمان بن عفان ثم علي بن أبي طالب رضي الله عنهم أجمعين، وأن ترتيبهم في الفضل كترتيبهم في الإمامة.

(انظر "صريح السنة "للطبري، ص: 24).

● **علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ:**

علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس روایت میں خلافت کا کوئی تذکرہ ہے ہی نہیں ورنہ آپ ﷺ اتنے اہم معاملے کو اس قدر بیان پر نہ چھوڑتے بلکہ اس کو اہمیت کے ساتھ بیان فرماتے.

ما يستدل به الشيعة بهذه الواقعة على إثبات خلافة علي فقد أجاب عنه الإمام ابن تيمية في منهاج السنة (4/84-85) فقال: ليس في هذا الحديث -اى حديث الغدير- ما يدل على أنه نص على خلافة علي، إذ لم يرد به الخلافة أصلاً، وليس في اللفظ ما يدل عليه، ولو كان المراد به الخلافة لوجب أن يبلغ مثل هذا الأمر العظيم بلاغاً بيناً...الخ.

**خلاصہ کلام:**

مولا علی کا معنی "ہمارے محبوب، ہمارے سردار "بالکل درست معنی ہے اور یہی معنی مقصود نبوت بھی تھا اور مطلوب شریعت بھی، لیکن اس سے "الوصیت علی" کو یا "خلافت علی" کو ثابت کرنا محض جہل اور مزاج شریعت کو نہ سمجھنے کی نشانی ہے.

واللہ اعلم

کتبہ: عبدالباقی اخونزادہ

## تنبیہات سلسلہ نمبر 76

# حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھنا

سوال: محترم جناب مفتی صاحب! اس روایت کا حکم اور درجہ بیان فرمائیں:

**في تاريخ دمشق للإمام العالم أبي القاسم الشافعي في الجزء الثاني والأربعين قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "مثل علي فيكم (أو قال في هذه الأمة) كمثل الكعبة المستورة النظر إليها عبادة، والحج إليها فريضة". وقال: "ذكر علي عبادة."**

تاریخ دمشق میں یہ روایت ہے کہ حضرت علی کی مثال تمہارے درمیان ایسی ہے جیسے کعبے کی مثال ہے، اس کو دیکھنا عبادت اور اس کی طرف جانا فرض ہے. اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ذکر کرنا عبادت ہے

**کیا یہ روایت درست ہے؟**

## الجواب باسمہ تعالی

یہ روایت اگرچہ تاریخ دمشق میں مذکور ہے لیکن اس روایت پر کسی محدث نے صحت کا حکم نہیں لگایا، البتہ اس مضمون کے قریب کی تمام روایات کو محدثین نے موضوع یعنی من گھڑت قرار دیا ہے۔

**روایت کا حکم:**

"النظر إلى وجه علي عبادة" "حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھنا عبادت ہے."

اس روایت کو اگرچہ بہت سے محدثین نے اپنی کتابوں میں ذکر کیا ہے، لیکن اس روایت پر اکابر محدثین مثلا: امام ذہبی، ابن حجر، سیوطی اور ابن جوزی رحمہم اللہ نے **"من گھڑت"** ہونے کا حکم لگایا ہے.

**اس روایت کو ذکر کرنے والے:**

ا۔ اس روایت کی سب سے معتبر کتاب مستدرک حاکم ہے. امام حاکم نے اس روایت کو اپنی کتاب المستدرک على الصحيحين جلد۳ میں ذکر کیا ہے اور فرمایا: "النظر إلى وجه على عبادة" هذا حديث صحيح الاسناد.

۲۔ امام طبرانی نے "المعجم الكبير" میں اس روایت کو ذکر کیا ہے۔

۳۔ ابن شاہین نے "شرح مذاهب اہل السنة" میں ذکر کیا ہے۔

۴۔ اصبہانی نے "حلية الأولياء وطبقات الاصفياء" میں ذکر کیا ہے۔

یہ روایت ان کتابوں میں تقریباً کل گیارہ مقامات پر ذکر کی گئی ہے۔

## اس روایت پر محدثین کے اقوال:

۱۔ اس روایت کو اگرچہ امام حاکم نے صحیح قرار دیا ہے، لیکن امام ذہبی نے ان روایات کو **"من گھڑت"** قرار دیا ہے۔

ذكره الحاكم من طريقين وصححهما، وتعقبه الذهبي بأن كلا الروايتين موضوعة. (مختصر استدراك الذهبي)

۲۔ امام سیوطی نے "اللآلى المصنوعه" میں اور ابن جوزی نے "موضوعات" میں اس روایت کو "موضوع" کہا ہے۔

وحكم عليها السيوطي فى "اللآلى المصنوعة" وابن الجوزي فى "الموضوعات" بالوضع.

۳۔ اس روایت پر ابن جوزی رحمہ اللہ نے وضع کا حکم لگایا ہے اور فرمایا کہ اس روایت کی کوئی سند درست نہیں۔

وقد حكم ابن الجوزي عليه بالوضع.

وقد ذكر ابن الجوزي رحمه الله هذا الحديث في كتابه "الموضوعات" وقال: لا يصح من جميع طرقه. (الموضوعات: 126/2)

۴۔ امام ذہبی رحمہ اللہ نے بھی اس پر وضع کا حکم لگایا ہے۔

وحكم عليه الإمام الذهبي بالوضع والبطلان في أكثر من موضع في كتبه، منها في "ميزان الاعتدال" (236/3)

۵۔ امام شوکانی نے بھی اس روایت کو موضوع قرار دیا ہے۔

وذكره الشوكاني في "الفوائد المجموعة في الأحاديث الموضوعة" (ص:359)

**ان روایات کے ضعف کے اسباب:**

۱۔ ان روایات میں محمد بن اسماعیل الرازی ہے جس پر امام ذہبی نے حکم لگایا کہ یہ راوی باطل خبر بیان کرتا ہے۔

۲۔ دوسرا راوی مطر بن مطر بن میمون ہے جس کے بارے میں امام بخاری، اَبوحاتم اور امام نسائی نے کہا کہ یہ منکر الحدیث ہے۔

**وأسباب التضعيف:**

**١۔ محمد بن إسماعيل الرازي:**

قال الذهبي في ميزان الاعتدال: أتى بخبر باطل.

**٢۔ مطر بن مطر بن ميمون:**

قال البخاري وأبوحاتم والنسائي: منكر الحديث. (ميزان الاعتدال)

## خلاصہ کلام

یہ روایت اپنے تمام طرق سے موضوع اور من گھڑت ہے، لہذا اس کو بیان کرنا اور آگے پھیلانا بلکل درست نہیں۔

واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: عبدالباقی اخونزادہ

دوران سفر.... بمقام: امام سرخسی کے مرقد اوز جند موجودہ اوزگن، کرغیزستان

۲۵ دسمبر ۲۰۱۷

## تنبیہات سلسلہ نمبر 93

## حضرت علی رضی اللہ عنہ کے چہرے پر کافر کا تھوکنا

**سوال:** ایک واقعہ بچپن سے سنتے ہوئے آرہے ہیں کہ ایک جنگ کے موقعے پر ایک کافر سے لڑتے ہوئے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کو گرایا تو اس نے ان کے منہ پر تھوک دیا جس پر حضرت علی نے اسکو چھوڑ دیا کہ پہلے اللہ کیلئے قتل کر رہا تھا اب اپنی ذات کیلئے قتل کرنا شمار ہوگا..... اس واقعے کی تحقیق مطلوب ہے.

### الجواب باسمہ تعالی

یہ واقعہ باوجود اپنی بے پناہ شہرت کے کسی بھی صحیح یا ضعیف سند سے اہل سنت والجماعۃ کی کتابوں میں موجود نہیں، البتہ شیعوں کی کتابوں میں اس واقعے کو مختلف طریقوں سے نقل کیا گیا ہے. اور سب سے دلچسپ بات یہ ہے کہ اس واقعے کا اگلا حصہ جو کہ کتب شیعہ میں موجود بھی ہے لیکن نقل نہیں کیا جاتا ہے کہ غصہ ٹھنڈا ہونے کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ گئے اور اس کافر کو قتل کر دیا.

**کتب شیعہ میں اس واقعے کا ذکر:**

ذكر ابْنُ شَهْرَآشُوبَ فِي الْمَنَاقِبِ، عَنْ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ قَالَ: لَمَّا أَدْرَكَ عَمْرَو بْنَ عَبْد وُدٍّ لَمْ يَضْرِبْهُ فَوَقَعُوا فِي عَلِيٍّ فَرَدَّ عَنْهُ حُذَيْفَةُ فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: مَهْ يَاحُذَيْفَةُ! فَإِنَّ عَلِيّاً سَيَذْكُرُ سَبَبَ وَقْفَتِهِ ثُمَّ إِنَّهُ ضَرَبَهُ. فَلَمَّا جَاءَ سَأَلَهُ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم عَنْ ذَلِكَ قَالَ: قَدْ كَانَ شَتَمَ أُمِّي وَتَفَلَ فِي وَجْهِي فَخَشِيتُ أَنْ أَضْرِبَهُ لِحَظِّ نَفْسِي فَتَرَكْتُهُ حَتَّى سَكَنَ مَا بِي ثُمَّ قَتَلْتُهُ فِي اللهِ. (مستدرك الوسائل ج:18، ص:28).

وخلاصة الحدث: أن علياً عليه السّلام يطرح بطل الأبطال على الأرض ويجلس على صدره ليحتز رأسه وهنا بصق عمرو في وجه علي عليه السّلام، فيقوم الإمام عليه السّلام من فوق صدره، ويأخذ بالسير بهدوء بالقرب منه وبعد فترة يعود فيجلس مرة أخرى على صدره ويهم بقطع رأسه فيسأله عمر عن سبب قيامه عليه السّلام أولاً ثم عودته ثانية؟ فماذا كان جواب الإمام عليه السّلام؟ لقد غضب الإمام عندما بصق

اللعين في وجهه الشريف، وهنا تركه خشية من أنه إن قتله وهو غاضب فقد يحتمل أن يكون ذلك غضباً لنفسه لا لله، فقام عنه حتى هدأ عليه السّلام وعاد فقتله لله تعالى لا لغيره.

(من محاضرات "الهجره والجهاد" للشهيد مطهري مع الاختصار والتصرف).

## اصل واقعہ اور اس کی اسنادی حیثیت:

اس واقعے کی اصل فقط اتنی ہے کہ غزوہ خندق کے موقعے پر جب مشرکین خندق کی وجہ سے مسلمانوں کی طرف حملے کیلئے نہیں آسکتے تھے اس وقت چند مشرکین (جن میں عکرمہ بن ابی جہل اور عمرو بن عبدود العامری اور دیگر کچھ مشرکین بھی تھے جنہوں) نے ایک جگہ سے خندق پار کرکے مسلمانوں سے مقابلہ کیا جس میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عمرو بن عبدود کو قتل کیا.

وثبت المشركون محاصرين رسول الله صلى الله عليه وسلم شهراً، ولم يكن بينهم قتال لأجل ما حال الله به من الخندق بينه وبينهم، إلا أن فوارس من قريش منهم عمرو بن عبد ود العامري وجماعة معه أقبلوا نحو الخندق، فلما وقفوا عليه قالوا: إن هذه لمكيدة ما كانت العرب تعرفها، ثم يمموا مكاناً ضيقاً من الخندق فاقتحموه وجازوه، وجالت بهم خيلهم في السبخة بين الخندق وسلع ودعوا للبراز، فانتدب لعمرو بن عبد ود علي بن أبي طالب رضي الله عنه فبارزه فقتله الله على يديه. (فصل: غزوة الخندق، الجزء:1، الصفحة :163)

یہ واقعہ بھی سند کے لحاظ سے اگرچہ ضعیف ہے لیکن یہ ضعف اس قدر شدید نہیں جس کی وجہ سے یہ واقعہ ناقابل اعتبار قرار دیا جائے. البتہ اس واقعے پر شیعوں کی خرافات اور من گھڑت روایات کیلئے شیعوں کی کتب کا مطالعہ کیا جائے... نمونے کے طور پر ایک آدھ روایت نقل کی جاتی ہے.

### جھوٹی روایات:

### ۱. پہلی جھوٹی روایت:

آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ خندق کے دن علی کا عمرو سے مقابلہ میری امت کے قیامت تک کے اعمال سے افضل ہے.

١- لمبارزة علي بن أبي طالب لعمرو بن عبد ود يوم الخندق أفضل من أعمال أمتي إلى يوم القيامة.

یہ روایت سند کے لحاظ سے درست نہیں اس لئے کہ اس کا راوی جھوٹا ہے.

أخرجه الحاكم في "المستدرك" (32/3) من طريق أحمد بن عيسى الخشاب بـ "تنيس" حدثنا عمرو بن أبي سلمة: حدثنا سفيان الثوري عن بهز بن حكيم، عن أبيه عن جده مرفوعا سكت عنه الحاكم.

وقال الذهبي في تلخيصه: قبح الله رافضيا افتراه.

قلت: وعلته الخشاب هذا فإنه كذاب، كما قال ابن طاهر وغيره، ولعله سرقه من كذاب مثله، فقد أخرجه الخطيب (19/13) من طريق إسحاق بن بشر القرشي عن بهز به، وإسحاق هذا هو الكاهلي الكوفي؛ وهو كذاب أيضا وقد سبقت له أحاديث موضوعة.

## ۲. دوسری جھوٹی روایت:

حضرت علی رضی اللہ عنہ جب عمرو کو قتل کرنے کے بعد حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ علیہ السلام نے دعا کی کہ اے اللہ! علی کو ایسی فضیلت عطا فرما جو نہ کسی اگلے کو دی ہے نہ کسی پچھلے کو.....الخ

٢- قتل عليُّ بنُ أبي طالبٍ عليه السَّلامُ عمرَو بنَ عبدِ وُدٍّ ودخل على النَّبيِّ صلَّى اللهُ عليه وسلَّم، فلمَّا رآه النَّبيُّ صلَّى اللهُ عليه وسلَّم كبَّر، وكبَّر المسلمون فقال النَّبيُّ صلَّى اللهُ عليه وسلَّم: اللَّهمَّ أعْطِ عليَّ بنَ أبي طالبٍ فضيلةً لم تُعطِها أحدًا قبلَه ولا تعطِها أحدًا بعدَه، فهبط جبريلُ عليه السَّلامُ ومعه أُترُجَّةٌ من الجنَّةِ، فقال: إنَّ اللهَ عزَّوجلَّ يقرأُ عليك السَّلامَ ويقولُ لك: حيِّ بهذه عليَّ بنَ أبي طالبٍ، فدفعها إليه، فانفَلَقت في يدِه فَلْقتَيْن، فإذا فيها حريرةٌ بيضاءُ مكتوبٌ فيها سطرَيْن بصفراءَ: تحيَّةٌ من الطَّالبِ الغالبِ إلى عليِّ بنِ أبي طالبٍ.

- الراوي: عبدالله بن عباس.
- المحدث: ابن الجوزي.
- المصدر: موضوعات ابن الجوزي.
- الصفحة أو الرقم: 172/2.
- خلاصة حكم المحدث: لا يشك في وضعه.

## روایات میں اس واقعے کی کچھ اصل:

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کسی کافر پر قابو پانے کے باوجود اسکو قتل نہ کیا، ایسا ایک واقعہ غزوہ احد کے موقعے پر پیش آیا کہ ابوسعید بن ابی طلحہ اور حضرت علی کے درمیان مقابلہ ہوا اور حضرت علی نے باوجود قابو پالینے کے اس کو قتل نہیں کیا.

جب آپ سے اس کی وجہ پوچھی گئی تو آپ نے فرمایا کہ جب میں نے اس کو قابو کرلیا تو اس نے اپنا ستر کھول دیا تو میں سمجھ گیا کہ اس کو اللہ تعالٰی نے مار ڈالا تو میں نے اس کو چھوڑ دیا.

الحافظ ابن كثير رحمه الله: قال ابن هشام: وحدثني مسلمة بن علقمة المازني، قال: لما اشتد القتال يوم أحد جلس رسول الله صلى الله عليه وسلم تحت راية الأنصار، وأرسل علي أن قدم الراية، فقدم علي وهو يقول: أنا أبوالقُصَم، فناداه أبوسعد بن أبي طلحة (وهو صاحب لواء المشركين): هل لك يا أبا القُصَم في البراز من حاجة؟ قال: نعم، فبرزا بين الصفين فاختلفا ضربتي، فضربه علي فصرعه، ثم انصرف ولم يجهز عليه. فقال له بعض أصحابه: أفلا أجهزت عليه؟ فقال: إنه استقبلني بعورته، فعطفتني عليه الرحم وعرفت أن الله قد قتله.

## اس روایت میں شیعوں کی خیانت:

غزوہ احد میں جو واقعہ پیش آیا اسکو شیعوں نے جنگ صفین کے موقع پر حضرت علی کے دو مخالف صحابہ حضرت عمرو بن العاص اور بسر بن ارطاۃ پر منطبق کردیا کہ ان دونوں نے بھی جان بچانے کیلئے اپنا ستر دکھایا تھا، حالانکہ یہ جھوٹ اور صحابہ کرام پر بہتان تراشی ہے، اور مشکل یہ ہے کہ بسر بن ارطاۃ والا واقعہ ہماری تاریخ میں بھی نقل کیا گیا ہے.

علي رضي الله عنه يوم صفين مع بسر بن أبي أرطأة لما حمل عليه ليقتله أبدى له عورته؛ فرجع عنه. (البداية والنهاية:22/4). وذكر هذه القصة غير واحد من المؤرخين.

☆ صحابہ کرام کے متعلق یہ بات شیعوں کی کارستانی ہے. روایات کی تحقیق کرنے والے حضرات کا اس واقعے کے متعلق یہ کہنا ہے کہ مؤرخین نے طبری پر اعتماد کرکے نقل کیا ہے.

أكثر الروايات الشيعية التى فى تاريخ الطبري ضعيفة جداً، ومنها ما يتناول ذكر هذا الرجل "بسر بن ارطاة" بالسوء، وابن كثير فى البداية والنهاية، وغيره ينقلون فى كثير من الأحيان عن الطبري دون تمحيص.

## طبری کی اپنی کتاب کے بارے میں وضاحت:

امام طبری نے اپنی تاریخ میں لکھاہے کہ میری کتاب میں اگر کوئی ایسی بات ماضی کے بارے میں ملے جو عجیب لگے یا صحیح نہ ہو یا حقیقت سے کوئی تعلق نہ ہو تو قاری کو سمجھ لینا چاہیے کہ یہ ہماری طرف سے نہیں لکھا گیا بلکہ ماقبل کے لوگوں نے جو ہمیں بتایا ہم نے ویسا ہی لکھ دیا.

قال الإمام الطبريُّ:

{فَمَا يَكُنْ فِي كِتَابِي هَذَا مِنْ خَبَرٍ ذَكَرْنَاهُ عَنْ بَعْضِ الْمَاضِينَ، مِمَّا يَسْتَنْكِرُهُ قَارِئُهُ، أَوْ يَسْتَشْنِعُهُ سَامِعُهُ مِنْ أَجْلِ أَنَّهُ لَمْ يَعْرِفْ لَهُ وَجْهاً فِي الصِّحَّةِ وَلَا مَعْنَى فِي الْحَقِيقَةِ، فَلْيَعْلَمْ أَنَّهُ لَمْ يُؤْتَ ذَلِكَ مِنْ قِبَلِنَا، وَإِنَّمَا أُتِيَ مِنْ قَبَلِ بَعْضِ نَاقِلِيهِ إِلَيْنَا، وَإِنَّا إِنَّمَا أَدَّيْنَا ذَلِكَ عَلَى نَحْوِ مَا أُدِّيَ إِلَيْنَا }.(9)

تاريخ الرسل والملوك للإمام محمد بن جرير الطبري ج1ص8، ط دار المعارف-القاهرة, ت: محمد أبو الفضل إبراهيم.

عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے متعلق جو روایات مذکور ہیں ان میں دو جھوٹے راوی ہیں.

قصة كشف عمرو بن العاص عورته امام علي رضي الله عنهما قصة واهية.

جاءت بطريقين: احدهما عن نصر بن مزاحم الكوفي الرافضي، والطريق الآخر عن ابن الكلبي، وكلاهما كذابان كبيران.

## خلاصہ کلام

تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بہادری اور اخلاق کے اعلی درجے پر فائز ہیں، نیز حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بہادری اور اخلاق کا بلند معیار اس بات کا محتاج نہیں کہ کسی من گھڑت واقعے سے اس کو ثابت کیا جائے.

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا کافر کو تھوکنے کے بعد چھوڑ دینا (شیعہ کی روایات کے علاوہ) حدیث کی کسی بھی مستند کتاب میں موجود نہیں، لہذا اس واقعے کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کی طرف کرنا درست نہیں.

واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: عبد الباقی اخونزادہ

۵ فروری ۲۰۱۸

## تنبیہات سلسلہ نمبر108

## حضرت علی اور حضرت زبیر

**سوال:** مفتی صاحب یہ ایک پوسٹ آئی ہے جس میں ایک روایت کا ذکر ہے کہ آپ علیہ السلام نے حضرت زبیر سے فرمایا کہ تم علی سے لڑوگے اور تم ظالم ہونگے. جنگ جمل کے موقعہ پر جب حضرت زبیر کو حضرت علی نے یہ بات یاد کرائی تو وہ میدان چھوڑ کر چلے گئے. اس روایت کی تصدیق مطلوب ہے؟

### الجواب باسمہ تعالی

جواب سے قبل دو باتوں کو ذہن نشین کرنا ضروری ہے.

**پہلی بات:**

مشاجرات صحابہ کے متعلق جمہور امت کا یہی قول ہے کہ ان معاملات پر لب کشائی کے بجائے اللہ تعالی کے حوالے کرنا چاہیے کہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی گستاخانہ جملہ سلب ایمان کا سبب بنے.

**دوسری بات:**

جنگ جمل کا پس منظر ہر گز جنگ کرنا نہیں تھا بلکہ امت مسلمہ میں پیدا شدہ بے اتفاقی کو ختم کرکے صلح پیدا کرنا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلین کو سامنے لانا اور قصاص لینا مقصود تھا.

جیسا کہ حضرت زبیر نے حضرت عائشہ صدیقہ کے رجوع کے فیصلے پر فرمایا کہ آپ کے ذریعے امت میں صلح آئیگی.

ويدل على ذلك ما أخرجه أحمد في المسند والحاكم في المستدرك: أن عائشة رضي الله عنها لما بلغت مياه بني عامر ليلاً نبحت الكلاب، قالت: أي ماء هذا؟ قالوا: ماء الحوأب، قالت: ما أظنني إلا راجعة، إن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لنا: "كيف بإحداكن تنبح عليها كلاب الحوأب". فقال لها الزبير: ترجعين!! عسى الله عز وجل أن يصلح بك بين الناس.

قال الألباني: إسناده صحيح جداً، صححه خمسة من كبار أئمة الحديث هم: ابن حبان، والحاكم، والذهبي، وابن كثير، وابن حجر (سلسلة الأحاديث الصحيحة رقم 474).

اور جانبین اس جنگ سے ہرگز خوش نہ تھے جیسا کہ روایات میں آتا ہے کہ حضرت علی کو اس جنگ کا سخت افسوس تھا اور حضرت حسن سے کہا کہ کاش اس جنگ کے ہونے سے بیس سال قبل مر چکا ہوتا۔

روى ابن أبي شيبة في مصنفه بسند صحيح عن الحسن بن علي قال: (لقد رأيته - يعني علياً - حين اشتد القتال يلوذ بي ويقول: يا حسن، لوددت أني مت قبل هذا بعشرين حجة أو سنة).

اور حضرت زبیر بھی جنگ کا میدان اور قافلہ چھوڑ کر کنارے پر چلے گئے تھے اور نیند کی حالت میں ان کو شہید کیا گیا اور جب حضرت علی کو خبر دی گئی تو فرمایا کہ زبیر کے قاتل کیلئے جہنم کی آگ ہے۔

وقد ترك الزبير القتال ونزل وادياً فتبعه عمرو بن جرموز فقتله وهو نائم غيلة، وحين جاء الخبر إلى علي رضي الله عنه قال: بشر قاتل ابن صفية بالنار.

سوال میں مذکور روایات کی اسنادی حیثیت

یہ روایات مختلف کتابوں میں میں مختلف اسنادوں سے منقول ہے۔

**مستدرک حاکم کی سند:**

فرواه الحاكم (5575) من طريق مِنْجَاب بْن الْحَارِثِ، ثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْأَجْلَحِ، حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ يَزِيدَ الْفَقِيرِ قَالَ مِنْجَابٌ: وَسَمِعْتُ فَضْلَ بْنَ فَضَالَةَ، يُحَدِّثُ بِهِ جَمِيعًا، عَنْ أَبِي حَرْبِ بْنِ أَبِي الْأَسْوَدِ الدِّيلِيِّ، قَالَ: " شَهِدْتُ عَلِيًّا وَالزُّبَيْرَ، لَمَّا رَجَعَ الزُّبَيْرُ عَلَى دَابَّتِهِ يَشُقُّ الصُّفُوفَ، فَعَرَضَ لَهُ ابْنُهُ عَبْدُ اللَّهِ ، فَقَالَ: مَا لَكَ؟ فَقَالَ: ذَكَرَ لِي عَلِيٌّ حَدِيثًا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: (لَتُقَاتِلَنَّهُ وَأَنْتَ ظَالِمٌ لَهُ) فَلَا أُقَاتِلُهُ، قَالَ: وَلِلْقِتَالِ جِئْتَ؟ إِنَّمَا جِئْتَ لِتُصْلِحَ بَيْنَ النَّاسِ وَيُصْلِحُ اللَّهُ هَذَا الْأَمْرَ بِكَ، قَالَ: قَدْ حَلَفْتُ أَنْ لَا أُقَاتِلَ، قَالَ: فَأَعْتِقْ غُلَامَكَ جِرْجِسَ وَقِفْ حَتَّى تُصْلِحَ بَيْنَ النَّاسِ، قَالَ: فَأَعْتَقَ غُلَامَهُ جِرْجِسَ وَوَقَفَ فَاخْتَلَفَ أَمْرُ النَّاسِ، فَذَهَبَ عَلَى فَرَسِهِ ".

پہلی سند میں اجلح الکندی ہے جو کہ ضعیف راوی ہے۔

ولمنجاب بن الحارث فيه إسنادان، وهما ضعيفان، ففي الأول منهما الأجلح الكندي والد عبد الله، وهو ضعيف، ضعفه أحمد، وابن معين، وأبو حاتم والنسائي، وغيرهم . انظر "التهذيب" (1/165-166) .

بیہقی کی سند میں یزید الفقیر اپنے والد سے نقل کرتے ہیں اور وہ مجہول ہے.

**وقد رواه البيهقي في "الدلائل" (414/6) من هذا الطريق عن يزيد الفقير عن أبيه، فزاد: عن أبيه، وأبوه مجهول لا يعرف، وهذه علة أخرى في هذا السند.**

ایک اور سند میں فضل بن فضالہ ہے جو مجہول ہے.

**وفي الإسناد الثاني فضل بن فضالة. قال الشيخ الألباني في "الصحيحة" (158/6): "لم أجد له ترجمة".**

حاکم کی ایک اور سند میں ابو قلابہ ہے جس کے بارے میں دار قطنی کہتے ہیں کہ بہت غلطیاں کرتا تھا.

**ثم رواه الحاكم (5574) من طريق أبي قِلَابَةَ عَبْد الْمَلِكِ بْن مُحَمَّدِ الرَّقَاشِيّ،**
**وأبو قلابة ضعيف، قال الدارقطني: صدوق كثير الخطأ في الأسانيد والمتون، كان يحدث من حفظه فكثرت الأوهام في روايته.**
**" تهذيب التهذيب" (6 /372)**

ایک اور طریق میں محمد بن سلیمان مجہول ہے.

**ورواه الحاكم (5573) من طريق مُحَمَّد بْن سُلَيْمَانَ الْعَابِد، ثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي حَازِمٍ به.**
**وقال الذهبي في تلخيصه: " فيه نظر ".**
**وعلته محمد بن سليمان، فهو مجهول.**

ابن ابی شیبہ نے روایت نقل کی تو اس میں عبد السلام راوی مجہول بھی ہے اور اس کا سماع حضرت علی اور حضرت زبیر سے ثابت نہیں.

**وقد رواه ابن أبي شيبة (282/15) حدثنا يعلى بن عبيد، عن إسماعيل بن أبي خالد، عن عبد السلام رجل من بني حية،... فذكره .**
**وعبد السلام هذا مجهول أيضا، كما قال الذهبي في "الميزان" (619/2)، ولم يسمع من الزبير ولا من عليّ، كما قال البخاري: " لا يثبت سماعه منهما ".**
**"الضعفاء" للعقيلي (3 /65)**

ابن ابی شیبہ نے روایت نقل کی اس کی سند میں شریک ابن عبداللہ القاضی ہے جس کا حافظہ کمزور اور شیعہ تھا اور وہ اسود بن قیس سے اور اسود بن قیس ایک مجہول راوی سے نقل کر رہا ہے۔

ورواه ابن أبي شيبة (7/ 545) من طريق شَرِيك، عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ، قَالَ: " حَدَّثَنِي مَنْ رَأَى الزُّبَيْرَ يَقْعَصُ الْخَيْلَ الخ

وهذا ضعيف أيضا ، شريك هو ابن عبد الله القاضي ، ضعيف سيء الحديث ، وفيه تشيع معروف . انظر"الميزان" (2/270-272)

ثم هو يرويه عن الأسود بن قيس عن رجل مجهول

اس روایت کے تمام اسانید بہت کمزور ہیں جس کی وجہ سے امام عقیلی نے فرمایا کہ یہ متن کسی بھی ایسی سند سے منقول نہیں جس کو ثابت کہا جاسکے۔

وقد قال العقيلي: " لَا يُرْوَى هَذَا الْمَتْنُ مِنْ وَجْهٍ يَثْبُتُ "

انتهى من "الضعفاء" (3 /65) .

## خلاصہ کلام

مشاجرات صحابہ تاریخ کا وہ حصہ ہے کہ جس کا انکار ممکن نہیں لیکن اس معاملے میں افراط اور تفریط سے بچنا بہت ضروری ہے اور بلا تحقیق کوئی ایسی بات کرنا نہ صرف دشمنان صحابہ کے پروپیگنڈے کو پھیلانا ہے بلکہ ناموس صحابہ پر انگلی اٹھانے کے مترادف ہے لہذا اس سے اجتناب لازم ہے اور سوال میں مذکور واقعہ اس قدر ضعیف ہے کہ اس کو بطور دلیل پیش کرنا درست نہیں۔

فقط واللہ اعلم بالصواب

کتبہ عبدالباقی اخونزادہ

4 اپریل 2018 کراچی

# تنبیہات سلسلہ نمبر 109

## اہل بیت کی محبت پر شہادت کی موت

سوال: ایک روایت سنی ہے کہ جو شخص اہل بیت سے محبت کرے گا اس کو شہادت والی موت حاصل ہوگی. اس روایت کی تحقیق مطلوب ہے.

## الجواب باسمہ تعالی

یہ روایت مختلف تفاسیر میں اس آیت: {قل لا اسئلکم علیه أجرا إلا المودة فی القربی} کے ذیل میں مختلف مفسرین نے ذکر کی ہے، جیسے امام قرطبی نے مختصرا اور امام زمخشری نے تفصیلا اس روایت کو نقل کیا ہے اور دیگر تمام مفسرین نے اس روایت کو زمخشری سے نقل کیا ہے.

**روایت کا ترجمہ:**

جو شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت کی محبت کے ساتھ اس دنیا سے رخصت ہوگا وہ شہادت کا درجہ پائے گا اور اسکی مغفرت ہوجائے گی اور وہ توبہ کرنے والوں اور کامل ایمان والوں میں شمار ہوگا اور موت کے فرشتے اور منکر نکیر اسکو جنت کی خوشخبری دینگے اور اسکو دلہن کی طرح جنت کی طرف لے جایا جائے گا اور رحمت کے فرشتے اسکی قبر کی زیارت کرینگے اور وہ اہل سنت والجماعت میں شمار ہوگا، اور جو شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت کے بغض کے ساتھ اس دنیا سے رخصت ہوگا وہ قیامت کے دن اس حال میں لایا جائے گا کہ اسکی پیشانی پر "اللہ کی رحمت سے مایوس" لکھا ہوا ہوگا اور وہ کفر کی حالت میں مرے گا اور جنت کی خوشبو بھی نہ سونگھ سکے گا.

ألا ومن مات على حب آل محمد، مات شهيداً، ألا ومن مات على حب آل محمد، مات مغفورا له، ألا ومن مات على حب آل محمد، مات تائبا، ألا ومن مات على حب آل محمد، مات مؤمنا مستكمل الإيمان، ألا ومن مات على حب آل محمد، بشره ملك الموت بالجنة، ثم منكر ونكير، ألا ومن مات على حب آل محمد، يزف إلى الجنة كما تزف العروس إلى بيت زوجها، ألا ومن مات على حب آل محمد، جعل الله زوار قبره ملائكة الرحمة، ألا ومن مات على حب آل محمد، مات على السنة والجماعة، ألا ومن

مات على بغض آل محمد جاء يوم القيامة مكتوب بين عينيه (آيس من رحمة الله) ألا ومن مات على بغض آل محمد، مات كافرا، ألا ومن مات على بغض آل محمد، لم يشم رائحة الجنة".

[ينابيع المودة (21/1، 18/2 و 88)

الصواعق المحرقة، (ص: 232) فرائد السمطين].

## اس روایت کی اسنادی حیثیت:

علامہ البانی نے السلسلۃ الضعیفۃ والموضوعۃ میں اس روایت پر تفصیلی بات کی ہے کہ یہ روایت من گھڑت روایات میں سے ہے.

امام زمخشری نے اپنی تفسیر میں اس روایت کو نقل کیا ہے اور ان کے بعد تمام سنی اور شیعہ راوی اس روایت کو زمخشری کے حوالے سے نقل کرتے ہیں.

قال الألباني في "السلسلة الضعيفة والموضوعة" (579/10): باطل موضوع.

أورده الزمخشري في تفسير آية المودة هكذا بتمامه.

امام زمخشری نے یہ روایت اپنی تفسیر میں مرسلا نقل کی ہے.

وأرسلها الزمخشري في تفسير الآية من "كشافه" إرسال المسلمات.

## علمائے امت کی نظر میں امام زمخشری اور ان کی تفسیر:

زمخشری خوارزم کی ایک بستی میں پیدا ہوئے، ان کا نام محمود تھا، 538ھ میں انتقال ہوا. یہ معتزلہ کے بڑے داعیوں میں سے تھے.

☆ **معتزلہ وہ لوگ ہیں جو خلق قرآن کے قائل اور قیامت کے دن رؤیت باری تعالی کے منکر ہیں.**

الزمخشري صاحب تفسير "الكشّاف" نسبة إلى "زَمَخْشَر" وهي قرية كبيرة من قرى "خوارزم"، واسمه محمود، وكنيته أبوالقاسم، توفي عام 538هـ، وهو من دعاة الاعتزال الكبار، والمعتزلة فرقة مبتدعة من أبرز عقائدها: القول بخلق القرآن، وبنفي رؤية الله تعالى يوم القيامة، والقول بتعطيل الصفات، والقول بتخليد مرتكب الكبيرة في النار في الآخرة إذا لقي الله تعالى ولم يتب منها أو لم يقم عليه الحد في الدنيا، وغير ذلك

امام ذہبی فرماتے ہیں کہ زمخشری بڑے عالم اور معتزلہ کے بڑے ہیں اور اپنے مذہب کے داعی تھے...(اللہ تعالی ان کی مغفرت فرمائے).

قال الذهبي رحمه الله: "الزمخشري، العلامة، كبير المعتزلة، أبوالقاسم محمود بن عمر بن محمد الزمخشري الخوارزمي النحوي، صاحب "الكشاف" و"المفصل" (في النحو). وكان داعية إلى الاعتزال، الله يسامحه. ["سير أعلام النبلاء" (151/20، 156)].

## تفسیر کشاف للزمخشری:

١. علامہ ابن تیمیہ فرماتے ہیں کہ ان کی تفسیر بدعات سے بھری ہوئی ہے اور معتزلہ کے طریقہ کار کے مطابق اس میں مختلف صفات باری تعالی کا انکار ہوتا ہے۔ اسی طرح اس کتاب میں موضوع روایات بھی بکثرت موجود ہیں.

قال شيخ الإسلام ابن تيمية رحمه الله: وأما "الزمخشري" فتفسيره محشو بالبدعة وعلى طريقة المعتزلة من إنكار الصفات والرؤية والقول بخلق القرآن، وأنكر أن الله مريد للكائنات وخالق لأفعال العباد، وغير ذلك من أصول المعتزلة... وهذه الأصول حشا بها كتابه بعبارة لا يهتدي أكثر الناس إليها ولا لمقاصده فيها، مع ما فيه من الأحاديث الموضوعة، ومن قلة النقل عن الصحابة والتابعين. ["مجموع الفتاوى" (386/1، 387)].

٢. امام ذہبی فرماتے ہیں کہ زمخشری اگرچہ نیک آدمی تھے لیکن معتزلہ کے داعیوں میں سے تھے، لہذا ان کی کتاب "کشاف" سے دور رہنے کی ضرورت ہے.

وقال الذهبي رحمه الله في ترجمة الزمخشري: صالح، لكنه داعية إلى الاعتزال (أجارنا الله) فكن حذراً من "كشّافه". ["ميزان الاعتدال" (78/4)].

٣. زمخشری کی تفسیر کشاف ان تفاسیر میں سے ہے جن میں صحیح، ضعیف، موضوع ہر طرح کی روایات موجود ہیں، اسی وجہ سے امام زیلعی اور ان کے بعد ابن حجر رحمہ اللہ نے ان کی تفسیر کی روایات کی تحقیق کی ہے اور اس (سوال میں مذکور) روایت پر موضوع ہونے کا حکم لگایا ہے.

ولذلك وضع عليه الحافظ الزيلعي تخريجاً لأحاديثه، ثم لخصه الحافظ ابن حجر؛ وهو المسمى بـ"الكافي الشاف في تخريج أحاديث الكشاف"، وقد حكم فيه على هذا

الحديث بالوضع، فأصاب، قال (354/145/4): رواه الثعلبي: أخبرنا عبدالله بن محمد بن علي البلخي: حدثنا يعقوب ابن يوسف بن إسحاق: حدثنا محمد بن أسلم: حدثنا يعلى بن عبيد عن إسماعيل بن قيس عن جرير بطوله.....

وآثار الوضع عليه لائحة.

ومحمد ومن فوقه أثبات.

والآفة فيه ما بين الثعلبي ومحمد.

## خلاصہ کلام

یہ روایت اگرچہ تفاسیر میں نقل کی گئی ہے لیکن جیسا کہ (مذکورہ بالا تفصیل سے) معلوم ہوچکا کہ جن کتابوں میں یہ روایت مذکور ہے ان کتابوں کی محدثین کی نظر میں کوئی خاص اہمیت نہیں اور نہ ہی اس روایت کی کوئی متصل صحیح سند منقول ہے، لہذا اس روایت کو آپ علیہ السلام کی ذات کی طرف منسوب کرنا ہرگز درست نہیں ہے.

**واللہ اعلم بالصواب**

کتبہ: عبدالباقی اخونزادہ

۱۵ اپریل ۲۰۱۸

## تنبیہات سلسلہ نمبر121

## اہل بیت کی خبر گیری کا اجر

سوال: ایک روایت سنی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چار آدمیوں کی قیامت کے دن میں شفاعت کرونگا: میری اولاد کی عزت کرنے والا، ان کی ضرورتوں کو پورا کرنے والا، ان کے معاملات میں کوشش کرنے والا اور دل اور زبان سے ان سے محبت کرنے والا... کیا یہ روایت درست ہے؟

### الجواب باسمہ تعالی

مذکورہ روایت شیعوں کی کتابوں میں بہت شدومد اور سند کے ساتھ نقل کی گئی ہے، جیسے شیخ طوسی نے اس روایت کو اپنی سند سے نقل کیا ہے:

الشيخ الطوسي، عن أبي محمد الفحام، قال: حدثني عمي عمر بن يحيى الفحام، قال: حدثني عبدالله بن أحمد بن عامر، قال: حدثني أبي أحمد بن عامر الطائي، قال: حدثنا علي بن موسى الرضا، عن آبائه، عن أمير المؤمنين عليه السلام قال: قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: أربعة أنا لهم شفيع يوم القيامة: المحب لأهل بيتي، والموالي لهم والمعادي فيهم، والقاضي لهم حوائجهم، والساعي لهم فيما ينوبهم من أُمورهم.

(حديث مرفوع): "أَرْبَعَةٌ أَنَا لَهُمْ شَفِيعٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ: الْمُكْرِمُ لِذُرِّيَّتِي، وَالْقَاضِي لَهُمْ حَوَائِجَهُمْ، وَالسَّاعِي لَهُمْ فِي أُمُورِهِمْ وَمَا اضْطَرُّوا إِلَيْهِ، وَالْمُحِبُّ لَهُمْ بِقَلْبِهِ وَلِسَانِهِ". (رقم الحديث: 979)

**اس روایت کی اسنادی حیثیت:**

جیسا کہ عرض کیا گیا ہے کہ یہ روایت شیعوں کی کتابوں میں نقل کی گئی ہے. البتہ ہمارے محدثین کرام نے اس کی جو سند نقل کی ہے اس میں ایک راوی **داود بن سلیمان الجرجانی** ہے.

**داود بن سلیمان الجرجانی:**

**اس راوی کے بارے میں محدثین کے اقوال:**

ا. ابن ابی حاتم کہتے ہیں کہ میرے والد نے اس راوی کو مجہول قرار دیا ہے.

قال فيه ابن أبي حاتم: داود بن سليمان الجرجاني. سمعت أبي يقول: هو مجهول.

۲. امام ذہبی فرماتے ہیں کہ یہ راوی جھوٹا ہے اور یحیی بن معین نے اس کو جھوٹا قرار دیا ہے۔

وقال الذهبي: داود بن سليمان الجرجاني الغازي عن علي بن موسى الرضا وغيره، كذبه يحيي بن معين، ولم يعرفه أبوحاتم، وبكل حال فهو شيخ كذاب، له نسخة موضوعة على الرضا.

رواها علي بن محمد بن جهرويه القزويني الصدوق عنه قال: حَدَّثَنَا علي بن موسى، أخبرنا أبي، عَن أبيه، عن جَدِّه، عَن عَلِيّ بن الحسين، عَن أبيه، عَن عَلِيّ رضي الله عنه وبه: أربعة أنا أشفع لهم يوم القيامة؛ ولو أتوني بذنوب أهل الأرض: الضارب بسيفه أمام ذريتي، والقاضي لهم حوائجهم، والساعي لهم في حوائجهم عندما اضطروا إليه، والمحب لهم بقلبه ولسانه. (لسان الميزان).

امام شوکانی نے اس روایت کو نقل کرنے کے بعد فرمایا کہ یہ روایت من گھڑت ہے۔

وقال الشوكاني عن الحديث: إنه موضوع، وقد أورده بلفظ: "أربعة أنا شفيع لهم يوم القيامة: المكرم لذريتي، والقاضي لهم حوائجهم، والساعي لهم في أمورهم مما اضطروا إليه، والمحب لهم بقلبه ولسانه".

## خلاصہ کلام

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت کی شان میں اس قدر صحیح روایات موجود ہیں کہ کسی من گھڑت روایات کو نقل کرنے کی چنداں ضرورت نہیں۔

امت کے ذمے اہل بیت کی خدمت اور کفالت حق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے واجب ہے لیکن اس طرح کی بے بنیاد روایات کو بیان کرنے سے اجتناب کرنا چاہیئے۔

واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: عبدالباقی اخونزادہ

۱۸ رمضان المبارک ۱۴۳۹

۳ جون ۲۰۱۸